مسجد میں ذکر بالجہر اور حدیثِ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہرام الدارمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۵ھ)
نے فرمایا: ''أخبرنا الحكم بن المبارك :أنبأنا عمرو بن يحيىٰ قال :سمعت أبي يحدّث عن أبيه قال:كُنَّا نَجْلِسُ عَلَىٰ بَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ، فَإِذَا خَرَجَ ، مَشَيْنَا مَعَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ ، فَجَاءَ نَا أَبُو مُوسَىٰ الْأَشْعَرِيُّ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ فَقَالَ :أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قُلْنَا :لَا ، بَعْدُ.فَجَلَسَ مَعَنَا حَتَّىٰ خَرَجَ،فَلَمَّا خَرَجَ ، قُمْنَا إِلَيْهِ جميعًا،فَقَالَ لَهُ أَبُومُوسَىٰ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِآنِفًاأَمْرًا أَنْكَرْتُهُ وَلَمْ أَرَ ۔ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ۔ إِلاَّ خَيْرًا.قَالَ:فَمَا هُوَ؟فَقَالَ :إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ .
قَالَ :رَأَيْتُ فِيالْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوسًا يَنْتَظِرُونَ الصَّلَاةَ فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ ، وَفِي أَيْدِيهِمْ حَصًا ، فَيَقُولُ :كَبِّرُوا مِئَةً،فَيُكَبِّرُونَ مِئَةً ، فَيَقُولُ :هَلِّلُوا مِئَةً ، فَيُهَلِّلُونَ مِئَةً ، وَيَقُولُ :سَبِّحُوا مِئَةً ، فَيُسَبِّحُونَ مِئَةً . قَالَ :فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ ؟ قَالَ :مَاقُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا انْتِظَارَ رَأْيِكَ أَوِ انْتِظَارَ أَمْرِكَ . قَالَ:أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَعُدُّوا سَيِّئَاتِهِمْ،وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ، ثُمَّ مَضَىٰ وَمَضَيْنَا مَعَهُ حَتَّىٰ أَتَىٰ حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ الْحِلَقِ ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ،فَقَالَ:مَاهٰذَا الَّذِي أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالُوا :يَاأَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَصًا نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّسْبِيحَ .
قَالَ:فَعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ ، فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ وَيْحَكُمْ يَاأُمَّةَ مُحَمَّدٍ !مَاأَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ !هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ مُتَوَافِرُونَ ، وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ ، وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، إِنَّكُمْ لَعَلَىٰ مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَىٰ مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْمُفْتَتِحُو بَابِ ضَلَالَةٍ . ؟!قَالُوا :وَاللّٰهِ يَا

أَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، مَا أَرَدْنَا إِلاَّ الْخَيْرَ . قَالَ : وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيبَهُ ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّ قَوْمًا يَقْرَؤُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، وَايْمُ اللّٰهِ مَاأَدْرِي لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنكُمْ ، ثُمَّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ . فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ : رَأَيْنَا عَامَّةَ أُولٰئِكَ الْحِلَقِ يُطَاعِنُونَا يَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ .''

ہمیں حکم بن المبارک نے روایت بیان کی ، (کہا) : ہمیں عمرو بن یحییٰ نے روایت بیان کی ، کہا : میں نے اپنے والد (یحییٰ بن عمرو بن سلمہ الہمد انی) کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ، انھوں نے اپنے والد (عمرو بن سلمہ الہمد انی) سے ، انھوں نے کہا : ہم صبح کی نماز سے پہلے (سیدنا) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس بیٹھتے تھے ، پھر جب وہ باہر تشریف لاتے تو ہم پیدل چل کر اُن کے ساتھ مسجد جایا کرتے تھے ۔

پھر (ایک دن) ہمارے پاس (سیدنا) ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو کہا : کیا ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) تمھارے پاس باہر تشریف لائے ہیں ؟ ہم نے کہا : ابھی تک نہیں آئے ۔ پھر وہ ہمارے پاس بیٹھ گئے ، حتی کہ آپ (سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ) باہر تشریف لائے ۔ پھر جب وہ آئے تو ہم سارے (مسجد کو پیدل جانے کے لئے) کھڑے ہوگئے اور آپ کے پاس گئے تو (سیدنا) ابوموسی (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے کہا : اے ابوعبدالرحمٰن ! میں نے تھوڑی دیر پہلے مسجد میں ایک چیز دیکھی ہے ، جسے میں نے ناپسند کیا ہے اور الحمدللہ میری نیت خیر کی ہی ہے ۔ انھوں (سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا : وہ کیا ہے ؟

(ابوموسی رضی اللہ عنہ) نے کہا : آپ اگر زندہ رہے تو عنقریب دیکھ لیں گے ۔ (ان شاءاللہ) میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو دیکھا ہے ، وہ نماز کے انتظار میں حلقوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر حلقے میں ایک آدمی (ان کا سربراہ) ہے ۔ لوگوں کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں ۔ پھر وہ (سربراہ) آدمی کہتا ہے : سو دفعہ اللہ اکبر کہو ، تو وہ سو دفعہ اللہ اکبر کہتے ہیں ۔ پھر وہ کہتا ہے : سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو ، تو وہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں ۔ پھر وہ کہتا ہے : سو دفعہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو دفعہ سبحان اللہ کہتے ہیں ۔ انھوں (سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے پوچھا :

آپ نے اُن سے کیا کہا ہے؟ انھوں (سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا: میں نے آپ کی رائے یا آپ کے حکم کا انتظار کرتے ہوئے انھیں کچھ بھی نہیں کہا۔ انھوں نے فرمایا: آپ نے انھیں یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ اپنے گناہ شمار کریں اور یہ ضمانت کیوں نہیں دی کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔ پھر وہ چلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ چلے، حتی کہ وہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس پہنچے تو وہاں کھڑے ہو کر اُن سے پوچھا: تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: اے ابو عبدالرحمٰن! ہم کنکریوں پر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں۔ انھوں (سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: پس تم اپنے گناہ شمار کرلو اور میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمھاری نیکیوں میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوگا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُمتیو! تمھاری خرابی ہو، تم کتنی تیزی سے ہلاک و برباد ہو رہے ہو۔ دیکھو! تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابہ کثرت سے موجود ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کپڑے ابھی تک بوسیدہ نہیں ہوئے اور آپ جو برتن استعمال کرتے تھے وہ ابھی تک نہیں ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم ایسی ملت پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا کہ تم گمراہی کے دروازے کھولنے والے ہو؟!

انھوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! اللہ کی قسم! ہمارا ارادہ تو صرف خیر کا ہی تھا۔ انھوں (سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو خیر کا ارادہ رکھتے ہیں اور خیر سے محروم رہتے ہیں۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو حدیث سنائی کہ کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور اللہ کی قسم! مجھے پتا نہیں کہ شاید ان لوگوں میں تمھاری کثرت ہو۔ پھر وہ ان سے ہٹ کر چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ نے کہا: ان حلقوں والے عام لوگوں کو میں نے دیکھا، وہ جنگِ نہروان والے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم سے جنگ کر رہے تھے۔ (سنن دارمی ج ۱ ص ۶۸ ۔ ۶۹ ح ۲۱۰ باب فی کراھیۃ اخذ الرأی، وسندہ حسن)

اس روایت کے راویوں کا مختصر تذکرہ و توثیق درج ذیل ہے:

۱) ابو صالح الحکم بن المبارک الباہلی البلخی الخاشتی الخواشتی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ)

میرے علم کے مطابق آپ کی توثیق درج ذیل ہے:

۱: حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ (۸/ ۱۹۵)

۲: امام ترمذی نے ان کی بیان کردہ ایک منفرد اور ضعیف السند روایت کے بارے میں فرمایا: ''هذا حديث حسن غريب'' (ح ۲۲۳۸ باب ماجاء فی علامات خروج الدجال)

ثابت ہوا کہ وہ امام ترمذی کے نزدیک صدوق وحسن الحدیث راوی تھے۔

۳: یاقوت بن عبداللہ الحموی الرومی البغدادی الادیب نے فرمایا: ''وكان ثقة''

(معجم البلدان ۲/ ۳۳۸ خاشت)

۴: حافظ ذہبی نے فرمایا: ''ثقة'' (الکاشف ۱/ ۱۸۳ ت ۱۱۹۸)

۵: حافظ ابن حجر العسقلانی نے فرمایا: '''''صدوق ربما وهم'' (تقریب التہذیب: ۱۴۵۸)

ایسا راوی حسن الحدیث ہوتا ہے، بشرطیکہ جمہور محدثین نے اس کی توثیق کی ہو۔

۶: ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ) نے فرمایا: ''أحد الثقات'' وہ ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں۔ (فتح الباب فی الکنٰی والألقاب ص ۴۳۳ ت ۳۹۲۸)

☆ ابو سعد عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعانی (متوفی ۵۶۲ھ) نے حکم بن المبارک کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا قول نقل کیا: ''هو عندنا ثقة'' (الانساب ۲/ ۳۰۹، الخاشتی)

یہ قول باسند صحیح ثابت نہیں۔

جمہور کی اس توثیق وتعدیل کے مقابلے میں حافظ ابن عدی کا درج ذیل قول ہے:

''هذا الحديث رواه نعيم بن حماد عن عيسى والحديث له وأنكروه عليه، وسرقه منه جماعة منهم: عبدالوهاب (بن) الضحاك وسويد بن سعيد وأبو صالح الخراساني الخاستي والحكم بن المبارك...''

(الکامل فی ضعفاء الرجال ۱/ ۱۸۹، دوسرا نسخہ ۱/ ۳۰۴)

اس عبارت میں امام ابن عدی نے حکم بن مبارک پر سرقة الحديث (احادیث چوری کرنے) کا سنگین الزام لگایا ہے اور خود انھوں نے دوسری جگہ فرمایا:

"وهذا إنما يعرف بنعيم بن حماد ورواه عن عسى بن يونس فتكلم الناس فيه مجراه ثم رواه رجل من أهل خراسان يقال له الحكم بن المبارك يكنٰى أبا صالح الخواشتي،يقال انه لابأس به ، ثم سرقه قوم ضعفاء ممن يعرفون بسرقة الحديث منهم :عبدالوهاب بن الضحاك والنضربن طاهر وثالثهم سويد الأنباری ." (الکامل ۳/ ۱۲۶۵، دوسرا نسخہ ۴/ ۴۹۸)

اس عبارت میں حافظ ابن عدی نے حکم بن المبارک کو **سرقة الحديث** کی تہمت سے باہر نکالا اور "**لا بأس به**" قرار دیا، لہٰذا جرح وتعدیل والے دونوں اقوال باہم متعارض ہو کر ساقط ہو گئے اور اگر متعارض نہ بھی ہوتے تو جمہور کی توثیق کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام ابن عدی کا پہلا قول منسوخ ہو اور دوسرا قول (بعد میں ہونے کی وجہ سے) ناسخ ہو۔ واللہ اعلم

خلاصۃ التحقیق: حکم بن المبارک موثق عندالجمہور ہونے کی وجہ سے صدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔

اختصار اور تفصیل کے ساتھ درج ذیل راویوں نے حکم بن المبارک کی متابعت کر رکھی ہے:

اول: علی بن الحسن بن سلیمان الحضرمی (تاریخ واسط لاسلم بن سہل الواسطی ص ۱۹۸۔۱۹۹)

دوم: امام ابو بکر بن ابی شیبہ (المصنف ۱۵/ ۳۰۶ ح ۳۷۸۷۹)

۲) عمرو بن یحییٰ رحمہ اللہ (دیکھئے سنن دارمی، نسخہ حسین سلیم اسد ۱/ ۲۸۶۔۲۸۷ ح ۲۱۰)

سنن دارمی کے بعض نسخوں میں "عمر بن یحییٰ" ہے جو کہ خطا ہے، جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ (نیز دیکھئے السلسلۃ الصحیحہ للالبانی ۵/ ۱۲ ح ۲۰۰۵)

عمرو بن یحییٰ بن عمرو بن سلمہ الہمدانی کے بارے میں جرح وتعدیل کے اقوال درج ذیل ہیں:

۱: امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: "**صالح**" (کتاب الجرح والتعدیل ۶/ ۲۶۹)

اس کے مقابلے میں ابن عدی نے احمد بن ابی یحییٰ (الانماطی البغدادی) کی سند سے نقل کیا

کہ یحییٰ بن معین نے فرمایا: "**لیس بشئ**" (الکامل ۵/۱۷۷۳، دوسرا نسخہ ۶/ ۲۱۵)

ابوبکر احمد بن ابی یحییٰ الانماطی کے بارے میں حافظ ابن عدی نے فرمایا:

"**ولأبی بکر بن أبی یحیي هذا غیر حدیث منکر عن الثقات ، لم أخرجه هاهنا وقد روی عن یحیي بن معین وأحمد بن حنبل تاریخًا فی الرجال .**"

(الکامل ۱/ ۱۹۹، دوسرا نسخہ ۱/۳۲۲)

ابراہیم بن اورمہ الاصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا: "**أبوبکر بن أبي یحیي کذاب**"

(الکامل ۱/ ۱۹۸، وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۱/۳۲۲)

اسے ابن الجوزی نے کتاب الضعفاء والمتروکین (۱/۹۲ ت ۲۷۲) میں ذکر کیا اور ذہبی نے فرمایا: "**بغدادي متهم**" (دیوان الضعفاء اوالمتروکین ۱/ ۳۸ ت ۱۲۲)

ثابت ہوا کہ امام ابن معین کی طرف منسوب یہ جرح، غیر ثابت ہونے کہ وجہ سے مردود ہے۔

تنبیہ: احمد بن ابی یحییٰ کا شاگرد ابن ابی عصمہ العکبری مجہول الحال ہے، لہٰذا یہ سند ظلمات ہے۔

لیث بن عبدہ سے روایت ہے کہ یحییٰ بن معین نے فرمایا: "**عمرو بن یحییٰ بن سلمة ، سمعت منه، لم یکن یرضی**" (الکامل ۵/ ۱۷۷۵، دوسرا نسخہ ۶/ ۲۱۵)

لیث بن عبدہ المصری البصری المروزی شیخ الطحاوی کی توثیق نامعلوم ہے، لہٰذا یہ جرح بھی ثابت نہیں۔

☆ ابن عدی نے فرمایا: "**وعمرو هذا لیس له کثیر روایة ولم یحضرني له شئ فأذکره**" (الکامل ۵/۱۷۷۳، دوسرا نسخہ ۶/ ۲۱۵)

یہ عبارت نہ جرح ہے اور نہ تعدیل، لہٰذا توثیق وتضعیف سے خارج ہے۔

☆ کہا گیا ہے کہ ابن خراش (رافضی) نے کہا: "**لیس بمرضي**"

(لسان المیزان ۴/ ۳۷۸، دوسرا نسخہ ۵/ ۳۳۵)

یہ جرح دو وجہ سے ساقط ہے:

اول: یہ بے سند ہے، ابن خراش سے باسند صحیح ثابت نہیں۔

دوم: ابن خراش رافضی تھا۔

۲: حافظ ابن حبان نے عمرو بن یحییٰ مذکور کو کتاب الثقات میں داخل کیا ہے۔(۸/۴۸۰)

☆ حافظ ابن الجوزی نے امام یحییٰ بن معین وغیرہ کی طرف غیر ثابت جرح کی بنیاد پر عمرو بن یحییٰ کو کتاب الضعفاء والمتروکین (۲/ ۲۳۳ ت ۲۶۰۱) میں ذکر کیا اور اصل بنیاد کالعدم ہونے کی وجہ سے یہ جرح بھی کالعدم ہے۔

☆ حافظ ذہبی نے بھی عمرو بن یحییٰ کو ابن معین کی طرف غیر ثابت جرح کی وجہ سے دیوان الضعفاء والمتروکین (۲/۲۱۲ ت ۳۲۲۹) وغیرہ میں ذکر کیا اور اصل بنیاد منہدم ہونے کی وجہ سے یہ جرح بھی منہدم ہے۔

خلاصۃ التحقیق: حافظ ذہبی اور حافظ ابن الجوزی کی جرح مرجوح ہے اور ابن حبان و ابن معین کی توثیق کی وجہ سے عمرو بن یحییٰ صدوق حسن الحدیث راوی ہیں۔

۳) یحییٰ بن عمرو بن سلمہ الہمدانی کے بارے میں امام عجلی نے فرمایا: **"كوفي ثقة"**

(التاریخ المشھور بالثقات: ۱۹۹۰)

ان سے شعبہ نے روایت بیان کی۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۹/ ۱۷۶)

اور شعبہ (اپنے نزدیک، عام طور پر) صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔

(تہذیب التہذیب کا مقدمہ ج ۱ ص ۱۰)

امام یعقوب بن سفیان الفارسی کی کتاب المعرفۃ والتاریخ میں یحییٰ بن عمرو بن سلمہ کے بارے میں لکھا ہوا ہے: **"لا بأس به"** (ج ۳ ص ۱۰۴)

خلاصۃ التحقیق: یحییٰ بن عمرو بن سلمہ ثقہ وصدوق تھے۔

٤) عمرو بن سلمہ بن خرب الہمدانی الکوفی الکندی: ثقة (تقریب التہذیب: ۵۰۴۱)

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ امام دارمی کی بیان کردہ سند حسن لذاتہ ہے اور حنفیوں کے ایک

فقیہ ابن عابدین شامی نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت مذکورہ کو درج ذیل الفاظ میں صحیح قرار دیا ہے:

''لما صح عن ابن مسعود أنه أخرج جاعة من المسجد یھللون و ...''

(ردالمحتار علی الدرالمختار ۵/ ۲۸۱۔۲۸۲ باب الاستبراء وغیرہ)

سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ''قلت بسند صحیح''

(راہِ سنت ص ۱۲۳، طبع نہم ۱۹۷۵ء)

اب اس روایت کے بعض شواہد پیشِ خدمت ہیں:

۱: ''أسد عن عبداللّٰہ بن رجاء عن عبیداللّٰہ بن عمرو عن یسار أبی الحکم أن عبداللّٰہ بن مسعود حدّث ...''

(البدع والنہی عنھا بتحقیق عمرو بن عبدالمنعم بن سلیم: ۲۱)

یہ سند منقطع ہے اور یسار ابوالحکم کی توثیق معلوم نہیں، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

۲: ''نا محمد بن سعید قال: نا أسد بن موسی عن یحییٰ بن عیسی عن الأعمش عن بعض أصحابه...'' (البدع والنہی عنھا: ۲۴)

اعمش مدلس ہیں اور ''بعض اصحابہ'' مجہول ہیں، لہٰذا یہ سند بھی ضعیف ہے۔

۳: ''نا أسد عن محمد بن یوسف عن الأوزاعی عن عبداللّٰہ بن أبي لبابة ...''

یہ سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۴: محمد بن وضاح قال: ''نا موسی بن معاویة عن عبدالرحمن بن مھدی عن سفیان عن سلمة بن کھیل عن أبی الزعراء قال ...'' (البدع والنہی عنھا: ۲۷)

امام سفیان ثوری کی سلمہ بن کہیل سے روایت قوی ہوتی ہے، لہٰذا یہ سند حسن لذاتہ ہے۔

فائدہ: کتاب البدع والنہی عنھا کے راوی ابو القاسم اصبغ بن مالک بن موسی القرطبی رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ابو الولید عبداللہ بن محمد بن یوسف الازدی: ابن الفرضی نے فرمایا: ''وکان ابن وضاح یجلّه ویعظّمه ...وکان إمامًا فی قراءة نافع، وکان

عابدًا زاهدًا يجتمع إليه أهل الزهد والفضل ويسمعون منه ، توفى (رحمه اللّٰه) ببشتر سنة أربع وثلاث مائة ذكره أحمد وقال الرازى :توفي يوم الاثنين لثلاث خلون من رجب سنة تسع وتسعين و مائتين .''

(تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس ۱/ ۹۵ ت ۲۵۰)

ابن عذاری نے (وفیات ۲۹۹ھ کے تحت) کہا: ''وفيها توفي أصبغ بن مالك الزاهد الفقيه .'' (البیان المغرب فی اخبار الاندلس ۱/ ۲۰۴، مکتبہ شاملہ)

حافظ ذہبی نے فرمایا: ''أصبغ بن مالك أبو القاسم المالكى الزاهد نزيل قرطبة ، أصله من قبرة وصحب ابن وضاح أربعين سنة وكان ابن وضاح يجلّه و يعظمه وسمع من ابن وضاح وابن القزاز وكان إمامًا فى قراء ة نافع ...''

(تاریخ الاسلام ۲۳/ ۱۳۸، وفیات ۳۰۱۔۳۱۰ھ)

ابن الجزری (متوفی ۸۳۳ھ) نے لکھا ہے: ''الزاهد ...توفي سنة أربع وثلاثمائة''

(غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۱/ ۱۷۱ ت ۷۹۹)

محمد بن حارث بن اسد الخشنی القیروانی کی طرف منسوب مشکوک کتاب : اخبار الفقہاء والمحدثین میں لکھا ہوا ہے: ''وكان عابدًا زاهدًا ورعًا خيرًا ...وكان ابن وضاح له مكرمًا معظمًا...'' (ص ۲۹ ت ۴۴)

خلاصہ یہ ہے کہ اصبغ بن مالک القرطبی صدوق حسن الحدیث راوی ہیں اور ان پر کسی محدث یا مستند عالم کی کوئی جرح ثابت نہیں۔

اس شاہد کے ساتھ سنن دارمی والی روایت صحیح لغیرہ ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو اپنے السلسلۃ الصحیحہ میں ذکر کیا ہے۔ (۵/ ۱۱۔۱۲ ح ۲۰۰۵)

آلِ بریلی کا مذہب ضعیف وموضوع روایات پر قائم ہے اور ان کے اصول پر بھی یہ روایت پانچ سندوں کے ساتھ حسن لغیرہ یا صحیح لغیرہ یعنی حجت ہے۔ وما علينا إلا البلاغ

(۵/ فروری ۲۰۱۲ء حضرو)



www.tohed.com